

حضرت مولانا امجد البر آبادی

علیہ الرحمۃ
اراکر ماجد علی خان
جامعہ اسلامیہ بنی ڈیپ

یہ دنیا آب و تاب کی مریخ ہونے کے باوجود حکم الہی اور اسرار ربانی کی ایک باغیٹ اور عظیم الشان جلوہ گاہ ہے اس کے واسطے پر زندگی کے نقوش اسی نے ظاہر ہوئے ہیں کہ خود کو فنا کر کے کسی قادر مطلق کی ہستی کا پتہ دیں، کائنات کے ہر ذرہ پر کئی تنہا عظیم الشان کائنات ازل موجود ہے اور ہر جانے والا ہی مدعا لکھ کر سفرِ رحمت باندھا ہے، کَلِّ لِحَدِّهِ فَاصْبِرْ لَئِنْ جَاءَ بِكَ آيَاتُنَا مِنْ بَدْوٍ مَعْرُوفَةٍ أَوْ نَوَافِرٍ فَاصْبِرْ وَأَنْتَ فِيهَا بِرَبِّكَ عَلَىٰ ذُرِّيَّتٍ ذُرِّيَّتَكَ وَاللَّهُ يَخْتَارُ مَا يُؤْتِيهِ الْغَنِيُّ شَدِيدًا وَالْمُعْسِرَ الْيَسِيرَ وَالسُّعْيَةَ الْيَسِيرَ وَالسُّعْيَةَ الْيَسِيرَ

معروف درس گاہ دارالعلوم میں داخلہ لیا، اور کتبہ میں جب میں کناڈا سے نیو یارک (امریکہ) گیا اور وہاں سے ایک دن کے لئے پرنسٹن یونیورسٹی بھی آیا تو جب میں یونیورسٹی کی لائبریری میں مغموم پھر رہا تھا اچانک لائبریری میں میرے پاس آئے اور میری کتاب "فہم القرآن" کا نسخہ ان کے ہاتھ میں تھا اس کی طرف اشارہ کر کے بوجھا "جناب! کیا اس کتاب کے معنی آپ ہی ہیں" جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے فوراً کتاب کی لوح پر میرے نام کے آگے اکر آبادی کا لفظ پڑھا دیا، کہ یہ Sur name کی حیثیت سے مستعمل ہو (برہان جلد ۲۳ شمارہ ۲۱۱۱)

مولانا اکر آبادی صاحب کے واقعات ان کے انتقال پر طالع کی خبر پڑ کر ایک بجلی سی گر گئی اور سوس ہو کر ایک شفیق و فانی استاد بالآخر طویل علالت کے بعد جاملہ اِنَالَيْهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مولانا سید امجد البر آبادی صاحب کا سنہ پیدائش ۱۹۰۸ء ہے ان کا دو حوالہ پھر ایوں منع مراد آباد اور تحصیل سیوہارہ ضلع جیپور تھا لیکن مولانا کے والد ماجد ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سلسلہ ملازمت سرکاری پبلک انڈسٹری کے مختلف شہروں میں رہے اور پھر آگرہ پہنچے جہاں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی، مولانا سید امجد البر آبادی صاحب کی پیدائش آگرہ میں ہی ہوئی جس کی وجہ سے اکر آبادی کہلائے، اس سلسلہ میں وہ خود تحریر کرتے ہیں "میں پہلے نام کے ساتھ اکر آبادی نہیں لکھتا تھا یوں بھی جو سے لبر سے لکھ دیا ہوا اس کا اختیار نہیں، چنانچہ میری نام اسانید بتائی تفیحات اور تہذیب کے نام لکھنے پر حضرت میر نام درج ہے، لیکن رسم میں جب مولانا ابوالکلام آزاد نے گورنمنٹ منبری لکھان کو میری کلکتہ مدرسہ کی پڑھائی کے بارہ میں خط لکھا تو اس خط میں مولانا نے میرے نام کے ساتھ اکر آبادی کا بھی اضافہ کر دیا، اور اس کی وجہ سے تمام سرکاری کاغذات میں اکر آبادی میرے نام کا جز لاینفک ہو گیا،

کی کہ میں علی گڑھ آکر اس شہد کا انتظام بناناں چونکہ میرے دل میں بھی یہ جذبہ تھا کہ میں یونیورسٹی کی خدمت کروں، اس لئے میں نے اس درخواست کو خوشی قبول کر لیا، اگرچہ اس زمانہ کے مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ بی۔ سی۔ رائے نے دو مہینے متبہ جو کو اپنے یہاں بلا کر امر لکھا کہ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کو نہ چھوڑوں اس کے علاوہ ڈاکٹر نکر حسین مرحوم جو اس زمانہ میں ہمارے گورنر تھے اور کلکتہ میں آئے ہوتے تھے ان کے ذریعہ مغربی بنگال کی گورنر جنرل پرنس نے بھی امر لکھا کہ میں کلکتہ چھوڑنے سے ان کو اندیشہ تھا کہ میرے کلکتہ چھوڑنے سے مدرسہ عالیہ کلکتہ کو نقصان پہنچ جائے گا، لیکن چونکہ میں کرنل بشیر حسین زیدی سے وعدہ کر چکا تھا اس لئے میں نے ڈاکٹر بی۔ سی۔ رائے اور ڈاکٹر نکر حسین صاحب دونوں سے معذرت کی اور کلکتہ کی ملازمت سے استعفیٰ دیدیا جس کو گورنمنٹ نے بادل ناخواستہ ختم میرے امر لکھی وجہ سے قبول کر لیا اور میں ۱۹۵۵ء میں علی گڑھ چلا آیا،

جب میں نے علی گڑھ آکر شہر دینیات کا چارج لیا تو اس وقت اس کی پوزیشن یعنی کوشہ میں صرف دو پروفیسر تھے اور زمانہ کالج میں ایک معاون پروفیسر، شہد کا دفتر مفتی محمد عتیق الدین مرحوم (ناظم دینیات) کے کمرے میں تھا دینیات کی تعلیم دو حصوں میں منقسم تھی، ایک لازمی تعلیم جو طالب علم کے لئے شروع سال میں ضروری تھی، لیکن بی۔ ائی، ایچ اور ایم۔ ائی، ایچ کی دو کلاسیں لازمی نہیں تھیں، لازمی تعلیم کی کلاسوں میں تو بے شک طلباء کی کثرت ہوتی تھی لیکن بی۔ ائی، ایچ کی کلاسوں میں طلباء ر اور طالبات کی تعداد برائے نام تھی اور ایم۔ ائی، ایچ میں کوئی داخلہ اس وقت تک ہوا ہی نہ تھا میں نے شروع شروع میں تو ایس ایس ہال میں دفتر کے لئے ایک کمرہ لیا اور اس میں کام شروع کیا لیکن دو تین سال کے بعد ہی وائس چانسلر پر زور ڈال کر ولایت منزل نام کی ایک نہایت وسیع اور شاندار کوشہ دینیات کی فیکلٹی کے لئے حاصل کر لی اس میں آج کل یہ فیکلٹی قائم ہے اس کے علاوہ میں نے لازمی تعلیم اور بی۔ ائی، ایچ اور ایم۔ ائی، ایچ کا نصاب بھی تبدیل کر کے اس کو یونیورسٹی کے شایان شان بنایا، پھر اس شعبہ میں تیس کے لئے استادوں کا اتفاق بھی اور اس کے تقریر میں نے اس بات کا خیال رکھا کہ ہر استاد قابل سے قابل ہو اور ساتھ ہی وہ علم و تحقیق کے شائق بھی ہوں، میری ان کوششوں کی وجہ سے اس وقت کے صدر اور فرسٹ کلاس گورنمنٹ افسر صاحب سے خط کے ذریعہ درخواست

کی فیکلٹی یونیورسٹی کی دوسری فیکلٹیوں سے طرح باوقار اور وسیع فیکلٹی بن گئی اور طلباء اور طالبات نے بی۔ ائی، ایچ اور ایم۔ ائی، ایچ میں بھی داخلہ لینا شروع کیا، اور ایم۔ ائی، ایچ کرنے کے بعد بی۔ ائی، ایچ ڈی میں بھی داخلہ ہوئے، چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے تین طلباء اور طالبات نے بی۔ ائی، ایچ ڈی کی ڈگریاں اس فیکلٹی سے حاصل کی ہیں وہ دس بارہ سے کم نہیں ہونگے، اس کے علاوہ میں نے نصاب میں عربی کی تعلیم بھی لازمی کر دی اور نصاب کے تعاملی مطالبہ کا ایک پرچہ بھی لکھا، پھر فیکلٹی کی لائبریری کو اس درجہ ترقی دی کہ آج یہ لائبریری یونیورسٹی کی لائبریریوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے،

"۱۹۵۹ء میں میں یہاں سے سکول ہو گیا، بڑی ٹوٹی کی بات ہے کہ میں نے فیکلٹی کی جو روایات قائم کی تھیں میرے بعد بھی ان روایات کو برقرار رکھنے کی کوششیں جاری ہیں یہاں تک کہ آج فیکلٹی کا یہ حال ہے کہ لائبریری دینیات میں میرے عزیز شاگرد ڈاکٹر حافظ قادری سید محمد رضوان اللہ ابراہیم مدد شہید دینیات بھی ہیں اور فیکلٹی کے ڈین بھی، مولانا تقی امینی اور اول الذکر یہ دونوں حضرات پروفیسر ہیں، ان کے علاوہ دو ریڈر آفہ منسٹری لکچر اور دو پراٹ نام لکچر ہیں، سنی دینیات کے علاوہ شیعہ دینیات میں بھی ایک پروفیسر تین ریڈر، اور دو لکچر ہیں اس شعبہ میں بھی ریسرچ جاری ہے (برہان جلد ۲۳ شمارہ ۶ ص ۳۵)

حضرت مولانا اکر آبادی صاحب کا علی گڑھ میں یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ جو شہر ایک تنگ و تاریک کوٹھی میں قائم تھا اور جس فیکلٹی کا کوئی ڈین نہیں تھا (ان سے قبل ہمیشہ پرووائس چانسلر ڈین ہوتا تھا) اس کو اونچا اٹھا کر یونیورسٹی کے دیگر شعبہ جات فیکلٹیوں کی سطح پر لاکھڑا کیا، راقم السطور ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء تک دینیات کی مختلف ڈگریوں کے سلسلہ میں مولانا کے دامن سے وابستہ رہا بی۔ ائی، ایچ اور ایم۔ ائی، ایچ میں وہ راقم السطور کے استاد رہے، بی۔ ائی، ایچ ڈی میں گاندھاپور ڈاکٹر اور دینیات میں ڈی، ایل، ڈی (ایچ) میں تین ہیں سے ایک ایچ ایم (M.A. in Islamic Studies) مولانا اکر آبادی صاحب نے درجنوں کلاسیوں اور کلاسیوں میں کئی برسوں تک سے زیادہ عرصہ تک مشہور علمی و تحقیقی جرنل برہان کے ایڈیٹر رہے معنائین کے علاوہ "برہان" کے ہزاروں صفحات ان کے نظرات اور کتابوں پڑھوں سے بھرے ہوئے ہیں، لغزات میں

یاد ہیں اور اردو و فارسی کے ہزاروں اشعار ایک مرتبہ ایک مسئلہ پر گفتگو چھڑی فوراً فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ کی عربی عبارت یادداشت سے سنائی اور فرمایا کہ جب طالب علم کے زمانہ میں پڑھا تھا اس کے بعد سے اب تک یہ حصہ اسی طرت یاد ہے، مولانا صرف دینیات و اسلامیات کے اسرو فاضل اور جلیل عالم تھے بلکہ عربی ادب پر بھی قدرت رکھتے تھے جس کا اعتراف لکچر دینے کی ماسیوں کے لئے ان امیدواروں نے بھی کیا ہے جن کا مولانا نے انٹرویو لیا ہے انٹرویو میں وہ تمام خصوصیات امدان کی حیات کی تمام تفصیلات و گونا گوں پہلوؤں پر تحریر کرنا مشکل ہے اس پر مستقل کام کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا اکر آبادی صاحب کی مغفرت فرمائے اور درجات عالیہ عطا کرے نیز پس ماندگان کو مہربان عطا فرمائے

بیتھ میں ۱۵
وجود میں آئیں، جس سے آج بھی پورا عالم اسلام استفادہ کر رہا ہے، سید صاحب کو جہاں تحقیقی و تاریخی کاموں سے شغف تھا وہیں شاعرانہ شعری سے بھی خاص لگاؤ تھا، وہ جہاں ایک عظیم الشان مصنف ایک زبردست عالم دین تھے، وہیں ایک کہنہ مشوق شاعر بھی تھے اپنی طالب علمی کے ابتدائی دور میں انہیں جب نواب محسن الملک ندوۃ العلماء میں ترقی لائے تو ان کی آمد پر ایک عربی میں مدحہ قصیدہ پڑھا، اسی طرح جب ملازمتی کی نندے میں آمد اور مستقل قیام کی خبر سن کر ظہیر الدار علم میں ایک دھندلی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، اس وقت علامہ موصوف نے فارسی میں قصیدہ لکھا۔ جو ابتدا ہی میں آپ کی فیر سمونی صلاحیت کی بین دلیل سے چنانچہ آپ کے علمی خدمات ہی کا اعتراف کرتے ہوئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے ۱۹۴۲ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی

عازمین حج بیت اللہ کیلئے کھانوں تحفے
آسیج کیسے کریں
مولانا محمد منظور نعمانی
یہ کتاب نہایت آسان زبان و لہجہ میں حج کا طریقہ اور احکام و مسائل کا بھی بتاتی ہے اور وہ ذوق و شوق بھی پیدا کرتی ہے توجہ و زبانت کی جان ہے۔
نیا عکسی ایڈیشن قیمت ۱۷۵۰ روپے
آسیج
مولانا محمد منظور نعمانی
یہ آسان زبان میں آپ حج کیسے کریں کا خلاصہ ہے، پاکت سائز پر ہونے کی وجہ سے ایام حج میں ہر وقت ساتھ رکھنے کے لئے مناسب و مناسب ہے۔
ملکی طباعت قیمت ۲/

دربار نبوت کی حاضری
مولانا محمد منظور نعمانی
سفر نامے یوں تو بہت ہیں لیکن یہ البیلا طرز بیان اور یہ عاشقانہ و مستانہ داستان آپ کو ہر جگہ نہیں ملے گی۔ قیمت ۲/۵۰

مولانا محمد منظور نعمانی
نومحکمہ تینوں کتابوں کی حلاقت اور پندرہ پندرہ کتبیں
القرآن بکلیں
گورنمنٹ پبلسیشنز میں دستیاب ہے

